مشینی ذبیحہ شریعت کی نگاہ میں

محمد صباح الدین فلاحی قاسمی (علیگ)

اس مضمون کو سابقہ شمارے کے مضمون "احکام ذبح شریعت کی نگاہ میں" کا تسلسل سمجھا جائے (ادارہ)

مبحث چہارم و پنجم

مشینی ذبیحہ سے متعلق چند بنیادی امور

مشینی ذبیحہ سے متعلق تین بنیادی امور کی وضاحت ضروری ہے:

اول یہ کہ بذریعۂ مشین ذبح کی جو عملی کارروائی ہو اس میں کم از کم مکروہاتِ ذبح سے اجتناب کا از اول تا آخر مستقل انتظام ہو اور حتی الامکان مستحباتِ ذبح کے اہتمام کی بھی صورت رکھی گئی ہو۔ اس غرض کے لیے مشین کی پوری ساخت اور اس کا عمل شریعت کے مطلوبہ معیارِ تذکیہ کے مطابق ہو۔ اس کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسلم سائنسدانوں اور ٹیکنیکل ماہرین کی ایک ٹیم ہو جو مسلسل تحقیق و تجزیہ سے مشینی ذبیحہ کو بہتر سے بہتر شکل اور معیار پر ڈھالے۔ مروجہ مشینیں مختلف ممالک میں مختلف قسم کی ہیں، ہر مشین کی ساخت اور عمل کی تفصیلات کا جائزہ لے کر ہی کوئی فقہی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ البتہ دو مسائل کا تعلق ہر مشین سے ہے جن کے بارے میں شرعی نتیجہ تک پہنچنے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ کیا مشین کو چلانے والا (Operater) شرعاً ذابح (مباشر) متصور ہوگا یا نہیں۔ یعنی آدمی کا محض بٹن (Switch) دبا کر مشین کو حرکت میں لانا اور پھر نتیجتاً مشینی چھریوں سے جانور کا ذبح ہونا اس آدمی کا عملِ ذبح باور کیا جائے گا یا نہیں۔ دوسرا اہم نقطہ یہ ہے کہ بٹن دبانے، مشین چلنے، چھریوں کے جانور کو ذبح کرنے کے قدرے طویل اور مرکب عمل میں تسمیہ کا وقت اور محل کون سا ہوگا۔

مذکورہ بالا ہی تین نقاط سوالنامے میں کچھ مختلف ترتیب سے یوں درج ہیں:

اول: ذبح کی حقیقت اور اس کے مکروہات و مستحبات سے متعلق مسائل:

(الف) یہ کہ حلق پر چھری پھیرنے کے بجائے اگر حلق کی نلی کو لمبائی میں اوپر سے نیچے چیر دیا جائے تو جائز ہے یا نہیں، اگر جائز ہے تو چیرنے کے بعد پھر چھری چلا کر حلق کاٹنا ضروری ہے یا نہیں؟

(ب) ذبح سے قبل الیکٹرک شاک کے ذریعہ جانور کو ایذا، سے بچاؤ کے لیے بے ہوش کرنا شرعاً جائز و مستحسن ہے یا نہیں۔

(ج) اگر بوقت ذبح گردن الگ ہو جائے تو اس ذبیحہ کا کیا حکم ہوگا۔

دوم: یہ سوال کہ کیا مشینی چھری کو چلانے والے بٹن کو — تیر کے کمان کی حیثیت نہیں دی جا سکتی کہ تیر جب جانور کے بدن کو چھیدتا ہے تو کمان رہ جاتی ہے — جو کہ بٹن چلانے کے مترادف ہے۔ یعنی یہ کہ بٹن دبانے والا ذابح حقیقی ہے یا نہیں۔

سوم: مسئلہ تسمیہ کہ وہ کب پڑھا جائے (الف) آیا مشینی چھری کا بٹن دباتے وقت۔

(ب) یا چھری کے سامنے سے گزرتے ہوئے اور چھری کے ذریعہ ذبح ہوتے ہوئے جانوروں کے پاس۔

(ج) یا چھری کے علامتی ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر (بوقت ذبح)

سوالنامہ میں ایک چوتھی بات بطور وضاحت یہ درج ہے کہ ذبح کے بعد ذبیحہ کو بقیہ مراحل (کھال اتارنے، آلائش صاف کرنے، پارچہ بنانے، ڈبوں میں پیک کرنے اور وزن کرنے کے مراحل) سے گزرنے کے لیے مشین کا استعمال ہوتا ہے — بعد از ذبح مشین کے اس استعمال میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ بس یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ ذبیحہ کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے چمڑے نہ کھینچے جائیں اور گوشت نہ کاٹے جائیں کیونکہ یہ مکروہ ہے۔ (رد المحتار ۱۸۸/۵)

مشینی ذبیحہ پر اعتراضات کا جائزہ

مذکورہ بالا ان ہی تین بنیادی امور کی بنا پر فقہاء کے درمیان مشینی ذبیحہ سے متعلق جواز و عدم جواز کی دو رائیں ہو گئی ہیں۔ جو اہلِ علم اس کے جواز کے خلاف ہیں ان کے استدلال کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱ اولاً، مشینی طریقۂ ذبح پر عمل کرنے والا طریقِ مشروع کو لاشعوری طور پر ناقص و مرجوح سمجھے گا اور مخترع کو منصوص پر ترجیح کا مرتکب ہوگا جو قریب بکفر ہے۔ چنانچہ یہ طریق ذبح ایک قسم کی بدعت اور تحریف فی الدین ہونے کے سبب خلافِ شرع ہے۔

ثانیاً، جانوروں کی حلت و حرمت سرتاسر ایک 'امرِ تعبدی' ہے یعنی خالص شرعی بات اور

کتاب وسنت سے براہِ راست معلوم وثابت ہونے والی چیز، اسی لیے دوسری استمتاعی اشیاء کے برعکس اس میں بہت سی زائد پابندیاں ہیں۔

ثالثاً، ذبح میں مطلوب انسانی عمل ہے، مشین کا عمل حقیقتاً انسان کا عمل نہیں ہے۔ مشین کو حرکت دینے والا انسان محض سبب ہے نہ کہ مباشر۔ مثلاً کوئی مشین انسان سے نماز کی تمام مطلوبہ حرکات ادا کردے تو یہ نماز ادا نہ ہوگی، کیونکہ مشینی عمل کو انسانی عمل (انتقالاتِ انسانی) نہیں کہا جاسکتا بلکہ یہ مشینی فعل ہوگا۔ اسی لیے مشین چلاتے وقت تسمیہ کہنا کافی نہ ہوگا کیونکہ مشین کا حرکت دینا چھری چلانے کے قائم مقام نہیں ہے۔ نیز عام چھری انسان کے براہِ راست حرکت دینے سے ذبح کا فعل انجام دیتی ہے جبکہ مشینی چھری انجن کے واسطہ سے حرکت میں آتی ہے۔ اس طرح مشین چلانے والے اور مشینی چھری کے درمیان کم سے کم ایک ورنہ دو واسطے حائل ہوں گے اور واسطہ کی موجودگی میں مشین چلاتے وقت تسمیہ کا پڑھنا خواہ مجازاً درست ہو حقیقتاً درست نہ ہوگا جیسے کسی تربیت یافتہ (Trained) جانور کو گلے پر چھری چلانے کی مشق کراکے بسم اللہ پڑھ کر بھیجا کہ وہ جانور کو ذبح کردے تو ظاہر ہے یہ ذبیحہ حلال نہیں۔

رابعاً، اس عمل میں متعدد مکروہاتِ ذبح کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے اور بعض مستحبات کا ترک لازم آتا ہے مثلاً ذبح سے پہلے جانور کو بے ہوش کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ تقلیلِ اخراجِ دم ہے جو مقصودِ ذبح کے خلاف ہے۔ بے ہوش کرنا ایک طرح کی ایذا رسانی بھی ہے اور اس کے لیے جو طریقے اپنائے جاتے ہیں وہ مشروع طریقۂ ذبح میں عموماً مکروہ قرار دیے گئے ہیں۔ مثلاً الکٹرک شاک (Electric Shock) لگانا، نشہ آور انجکشن لگانا، بے ہوشی کا انجکشن لگانا، پستول یا بندوق سے سر میں گولی مارنا وغیرہ۔ پھر اس طریقہ میں بسا اوقات سر تن سے جدا ہوجاتا ہے جھٹکے سے گردن کٹ کر علٰحدہ ہوجاتی ہے، کبھی مغزِ حرام تک چھری اتر جاتی ہے۔ یہ سب مکروہات ہیں، جانور کو بوقت ذبح قبلہ رو لٹانا سنتِ مؤکدہ ہے جو اس میں فوت ہوجاتی ہے۔

اس پوری گفتگو میں تین باتیں تو وہی ہیں جن کا تعلق محل تسمیہ کی تعیین، مشینی ذابح کے شرعاً حقیقی ذابح ہونے نہ ہونے اور مکروہاتِ ذبح کے معاملہ میں اجتناب وارتکاب کے مسائل سے ہے۔ دو باتیں مزید کہی گئی ہیں: ایک اس خدشہ کا اظہار کہ مشینی ذبیحہ کے جواز اور رواج سے مشروع طریقۂ ذبح کو مشینی ذبیحہ کے مقابلہ میں ناقص سمجھنے کا ذہن بنے گا مگر یہ اندیشہ منفی اندازِ فکر کا نتیجہ ہے۔ اس خدشہ کو جائز امور میں کبھی بھی بطور دلیل تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ کیا دانتوں کی صفائی کے لیے برش

کے جواز اور استعمال سے مسواک کی توہین کا مزاج بنتا ہے یا لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے سے سادہ اذان کی تنقیص کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

جہاں تک حلال ذبیحہ کے 'امر تعبدی' ہونے کا سوال ہے تو یہ بات یہاں تک تو درست ہے کہ حیوانی غذا کی حلت کے لیے جو اصول اور قیود و حدود خدا و رسول نے طے کردئیے ہیں بس وہی اس کے حلال ہونے کا واحد ذریعہ ہیں، ان سے سرِ مو انحراف جائز نہیں۔ مگر عین انہی اصول و قیود کی تعمیل میں ایسے وسائل سے کام لینا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے جو ان قیود کی خلاف ورزی کیے بغیر استعمال میں لائے جاسکتے ہوں۔ مقاصد اور قیود کو سامنے رکھ کر جدید ترقی یافتہ وسائل کا استعمال شریعت میں ایک معروف بات ہے۔ اذان کے لیے آلۂ مکبر الصوت اور جہاد کے لیے جدید اسلحہ کا استعمال اس کی مثالیں ہیں۔

ایک اہم پہلو یہ ہے کہ خود تذکیۂ حیوان کے معاملہ میں شریعت نے انسانی زندگی کے عملی تقاضوں کو سامنے رکھ کر اس کی مختلف شکلیں بتائی ہیں۔ انسان کی اس حالت کا خیال کرتے ہوئے جب کہ اسے جانور کو باقاعدہ ذبح کرنے پر پوری قدرت اور اختیار حاصل ہے شارع نے گردن کو 'محلِ تذکیہ' قرار دیا، پھر جانوروں کے تنوع کا خیال کرتے ہوئے ایک قسم کے جانور میں طریقۂ تذکیہ ذبح اور دوسری قسم کے حیوانات میں نحر تجویز کیا۔ لیکن اگر حال یہ ہے کہ اسے ذبح و نحر پر قدرت نہیں تو عقر کی صورت کو جائز قرار دیا اور جانور کے پورے بدن کو 'محلِ ذبح' تسلیم کیا حتیٰ کہ اس نے سدھائے ہوئے شکاری درندے یا پرندے کو بھی اس مقصد سے استعمال کرنے کی اجازت دی۔ طریقۂ تذکیہ کی صورتیں بدلتی رہیں مگر جو چیز صورتِ ذبح کی ان تمام تغیرات میں برقرار رہی وہ ازالۂ حیات باخراج دم ہے جو دراصل شارع کا مقصود اصلی ہے۔ ذبح کی صورت میں اس قدر تنوع اور تغیر کا خود شارع سے منصوص ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ 'صورتِ ذبح' میں بہرحال فرق مراتب ہے۔ 'مقصد ذبح' کو تو بہر قیمت برقرار رہنا ہے اور 'صورتِ ذبح' میں ترمیم ممکن ہے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ درست اور مسلّم ہے کہ حصولِ مقصد کی 'صورت' کو نہ صرف یہ کہ شارع کی ہدایات اور شریعت کے اصولوں کے مطابق ہونا ضروری ہے بلکہ خود شارع نے 'مقصدِ ذبح' کے لیے جو معیاری صورت بوقت تشریع، طے کی ہے اس سے عدول بقدر ضرورت ہی کیا جائے۔ سدھائے ہوئے شکاری درندے

یا پرندے کے ذریعہ شکار کی جو اجازت دی گئی ہے۔ وہ اس اصول کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ بوقت تشریع جو طریقے مروج رہے ہیں وہ اگر مقصد شریعت کو پورا کرتے تھے تو ضروری قیود کے ساتھ ان کی اجازت شارع نے دے دی ہے۔ بالفرض جوارح طیور وسباع کے ذریعہ شکار کا طریقہ اس وقت رائج نہ ہوتا بلکہ بعد کے ادوار میں ایجاد ہوتا تو شاید فقہا بالاتفاق اسے ناجائز قرار دیتے اور فی الحقیقت احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہوتا کیونکہ شارع اپنے منشا اور مصالح سے جس طرح خود آگاہ ہے کوئی مجتہد یا فقیہ اس سے آگاہ نہیں ہوسکتا، پھر جو رخصتیں ابتداءً وہ اپنی جانب سے دے وہ اس کا مجاز ہے، فقیہ اس کا اہل نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس بالفرض مشینی ذبیحہ کی صورت شریعت محمدیہ کی تشکیل کے وقت موجود ہوتی تو اوپر کی تفصیلات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ شارع اسے یک قلم موقوف کرنے کے بجائے اس میں ضروری اصلاحات کرکے اسے اسلامی طریقہ ہائے تذکیہ کا حصہ بنا لیتا۔ موجودہ مشینی ذبیحہ کے مسئلہ میں بس یہی فرق موجود ہے کہ یہ طریقہ زمانہ تشریع شارع میں مروج نہیں تھا بلکہ دور اجتہاد فقہاء میں پیدا ہوا ہے۔ بلاشبہ اس فرق سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کسی پہلے سے رائج چیز کا قائم اور باقی رکھنا ایک بات ہے اور کسی نئی رواج پذیر چیز کو جائز قرار دینا دوسری بات۔ مگر فی الحقیقت دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ مشینی ذبیحہ میں کوئی شرعی اصول تو پامال نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نہیں ہے تو عدم جواز کی رائے کے لیے حقیقتاً کوئی مضبوط بنیاد موجود نہیں ہے اور اگر کچھ جزوی احکام یعنی مکروہات و مستحبات کا مسئلہ درپیش ہے تو وہ اصلاً مشین کی ساخت اور عملی کارروائی سے متعلق ہے جو کبھی بھی ناقابل اصلاح نہیں۔

اسی سلسلہ کا ایک اشکال یہ ہے کہ کیا ذبح کے اعمال انسان سے اسی طرح مقصود و مطلوب ہیں جس طرح مثلاً نماز میں اعمال انسانی؟ حقیقت یہ ہے کہ دونوں چیزوں میں بنیادی فرق ہے۔ نماز چند مخصوص اعمال سے مرکب ایک عبادت (قربۃ) ہے، انتقالات انسانی کے ذریعہ اعمال کی ادائیگی بذات خود مقصود ہے کیونکہ وہی ہیئت نماز کے اجزائے ترکیبی ہیں اور حکم صلاۃ کا مقصود ہی یہ ہے کہ خود انسان انھیں اپنے ارادے سے انجام دے، کوئی مشین اس مقصد کی تکمیل کا ذریعہ نہیں بن سکتی۔ ذبح کا حال اس سے بالکل مختلف ہے۔ اس کی حلت وحرمت کے 'امر تعبدی' ہونے کے باوجود خود ذبح کا عمل کوئی عبادت (قربۃ) نہیں ہے۔ اس کی غرض طریق تذکیہ کے ذریعہ حلال وطیب غذا کا حصول ہے۔ اگر تذکیہ کی تمام شرائط پوری ہوجائیں اور حلال گوشت میسر آجائے تو مقصد حاصل ہے نہ کوئی ثواب نہ عقاب۔ اگر خود 'انسانی عمل' مقصود ہوتا تو تیر وغیرہ کے

ذریعہ بھی شکار درست نہ ہوتا کجا کہ جوارح کے ذریعہ تذکیہ کی صورت دین میں مشروع ہوئی۔

ذبح اختیاری وغیر اختیاری کے مابین وجہِ امتیاز

اب دو ہی مسائل وضاحت طلب ہیں: پہلا سوال یہ ہے کہ مشین کا آپریٹر بحکم ذابح اور مشین بحکم آلۂ ذبح ہے یا نہیں؟ پس اگر بٹن دبانے والا تیر چلانے والے کے مشابہ ہے اور بٹن اور مشینی چھری کی مثال کمان اور تیر کی ہے تو یہ صورتِ ذبح 'ذبحِ اضطراری' کی ہے اور چونکہ مشینی چھری جانور کے 'محلِ ذبح' میں اوداجِ عنق کو مقدم عنق سے مشروع آداب کے ساتھ کاٹتی ہے۔ اس لیے مشینی ذبیحہ کے عمل کا یہ جز 'ذبحِ اختیاری' کی صورت کے مماثل ہے۔ اور صورتِ واقعہ یہ ہے کہ یہ مشینی عمل 'مقدور علیہ' حیوانات کے لیے اختیار کیا جا رہا ہے جس میں ذبحِ اختیاری کا معروف طریقہ اپنایا جانا چاہیے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ 'ذبحِ اختیاری' کی ایک شق (محلِ ذبح میں آلہ قاطعہ سے قطع وجرح) تو پائی جا رہی ہے مگر دوسری شق (ذابح کا اپنے ہاتھ سے آلہ کو پکڑ کر قریب سے ذبح کرنا) نہیں پایا جا رہا ہے۔ تو کیا دوسری شق کوئی ایسا جز ہے جس کے بغیر ذبح 'ذبحِ اختیاری' نہیں رہتا۔ فرض کیجیے کہ کوئی شخص اپنی گائے کی گردن کا نشانہ لے کر ذبح کی نیت سے نیزہ پھینک کر مارے اور وہ اس کے لبلبہ میں پیوست ہو جائے اور اس طرح اس کا نحر ہو جائے تو اس کا کھانا حلال ہوگا یا نہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ کھانا حلال ہوگا۔ اسی طرح کوئی اپنے پالتو کبوتر کے حلق میں نشانہ لے کر تیر مارے اور اس طرح وہ ذبح ہو جائے تو بھی مسئلہ یہی ہے کہ اس کا کھانا حلال ہوگا۔ گویا مقدور علیہ کے ذبیحہ میں حلت وحرمت کا مدار 'محلِ ذبح' میں ذبح ونحر کے ہونے اور نہ ہونے پر ہے۔ باقی امور کی حیثیت متعلقات کی ہے جن کا لحاظ مطلوب تو ہے مگر ان کا درجہ مقصود کا بہرحال نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 'ذبحِ اضطراری' میں جب 'محلِ ذبح' میں ذبح ونحر کی قید اٹھائی گئی تو خود بخود اس کے متعلقات (آلۂ ذبح کی مباشرت اور مذبوح کی قربت) بھی رفع ہو گئے۔ صرف ایک قید یعنی کسی بھی عضو سے اخراجِ دم جو کہ قیدِ مقصدی ہے باقی رہی۔ 'محلِ ذبح' میں ذبح کی قید ہٹتے ہی اب یہ بات کوئی معنیٰ نہیں رکھتی کہ قریب سے جانور کے کسی عضو سے اسالۂ دم ہوتا ہے یا بعید سے۔ فرض کیجیے کہ کوئی شخص غیر محسوس طریقہ سے چھپ کر کسی ہرنی کے قریب پہنچ کر اپنے ہاتھ کی چھری سے اس کے کسی عضو کو زخمی کر دے اور وہ ختم ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ مسئلہ یہ ہے کہ کھانا حلال ہوگا۔ معلوم ہوا کہ 'ذبحِ اضطراری'

میں ذابح کا ذبیحہ سے قرب وبعد یا آلہ کی مباشرت یا عدم مباشرت اہم نہیں ہے۔حکم کا مدار اسالۂ دم پر ہے۔
اب غور یہ کرنا ہے کہ مشینی ذبیحہ میں جبکہ جانور مقدور علیہ ہے اور محل ذبح میں قطعِ اوداج کا عمل پوری طرح موجود ہے جو کہ مقدور علیہ کے ذبح میں اصل ہے۔ مگر قرب ذبیحہ اور مباشرتِ آلہ نہیں پایا جارہا ہے جو کہ ذبح اختیاری کے متعلقات ہیں بلکہ اس کی جگہ غیر مقدور علیہ کے ذبح کے متعلقات یعنی ارسالِ آلہ پایا جارہا ہے، ایسی صورت میں شریعت کا فیصلہ کیا ہونا چاہیے؟ ہماری رائے یہ ہے کہ یہ طریقہ جائز اور ذبیحہ حلال ہو اور ذبح کے طریقۂ مشروع (دستی ذبیحہ) سے اس عدول کو جس میں فی الواقع کوئی شرعی قباحت نظر نہیں آتی، جائز قرار دیا جائے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ شارع نے بوقت تشریع تمام مروجہ طریقہ ہائے ذبح میں سے چاروں طریقوں کو باقی رکھا ہو اور جو اصلاح کی ہو وہ اصلاً معنوی پہلوؤں میں ہو، یعنی ذابح کی اہلیت کہ وہ اللہ اور دین اللہ کو ماننے والا مسلم یا کتابی ہو، نیز اس نے تسمیہ کے ساتھ ذبح کیا ہو۔ پھر ان ہی دونوں باتوں کو سلبی انداز میں بھی واضح کر رہا ہو یعنی یہ کہ مروجہ طریقوں میں سے کسی بھی طریقہ سے ذبح کیا جائے بس یہ چار معنوی قباحتیں ہرگز نہ پائی جاتی ہوں: یہ کہ کسی غیر مسلم وغیر کتابی نے ذبح نہ کیا ہو، غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو، بتوں کی قربان گاہوں پر ذبح نہ کیا گیا ہو اور اللہ کا نام لینا نہ چھوڑا گیا ہو۔ قرآن وحدیث کا سارا زور دراصل ان ہی معنوی امور پر ہے نہ کہ ظاہر کی مخصوص شکلوں پر۔ اگرچہ ان شکلوں میں مقاصدِ ذبح کے حصول کے اعتبار سے بھی کی گئی ہے اور اس سلسلہ میں گردن میں ذبح ونحر کی شکل کو اعلیٰ اور مثالی قرار دیا گیا ہے۔ نیز ذبحِ غیر مقدور علیہ کی دونوں صورتوں (یعنی ارسال آلہ اور ارسال جوارح) میں بھی جانور کے زندہ پانے کی صورت میں باقاعدہ ذبح کا حکم دیا گیا ہے حتیٰ کہ قصداً بصورتِ اختیار ایسا نہ کرنے پر وہ حرام ہوجاتا ہے، البتہ جانور کی موت کی صورت میں بلاکراہت عقر کو ہی ذبح کا قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مقدور علیہ اور غیر مقدور علیہ کے طریقۂ ذبح میں وجہِ امتیاز گردن کی رگوں کا کٹنا یا کسی بھی عضوِ بدن کو مجروح کر کے خون بہا دینا ہے، باقی متعلقہ امور اسی کے توابع ہیں۔ اب یہ بات صاف ہے کہ اگر کسی طریقۂ ذبح میں "قطعِ اوداج" کی صفت موجود ہے تو وہ حقیقتاً ذبح اختیاری ہے اور جس میں یہ صفت موجود نہ ہو وہ ذبح اضطراری ہے۔ اس تفصیل کی رو سے مشینی ذبیحہ کے ذبح اختیاری ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا، دونوں اعتبار سے: ایک یہ کہ جانور قابو میں ہے، دوسرے یہ کہ ذبح کا محل گردن کی مخصوص رگیں ہیں۔

محلِ تسمیہ کی تعیین

اب مسئلہ تسمیہ کے محل کی تعیین کا رہ جاتا ہے۔ بظاہر مشینی عمل میں دو مقامات تسمیہ کے ہو سکتے ہیں۔ ایک مشین کے بٹن کو دباتے وقت دوسرے جب کہ مشینی چھری ذبح کے عمل میں مصروف ہو۔ حکم یہ ہے کہ تسمیہ ذبیحہ پر بوقت ذبح یا بوقت ارسال آلہ ذابح کی جانب سے ہو۔ رہا پہلے مرحلے میں یعنی بٹن دباتے وقت تسمیہ پڑھنا تو یہ زیادہ قرین قیاس اور قریب از سنت ہے۔ ایک تو اس لیے کہ مشینی ذبیحہ میں ذابح اسی ایک عمل سے اصلاً ذابح قرار پاتا ہے، لہٰذا اسی عمل کے وقت اسے تسمیہ پڑھنا چاہیے۔ پھر سنت میں اس کی نظیر ارسال آلہ یا ارسال جوارح کے وقت تسمیہ پڑھنے کی موجود ہے اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ مشینی ذبیحہ کی مثال ارسال آلہ و جوارح کی ہی ہے۔ البتہ ارسال آلہ و جوارح کے وقت جو تسمیہ رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ ایک تو وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ ذابح اسی عمل سے ذابح ہے، دوسرے اس لیے کہ عقر میں بعینہ فعل ذبح کا موقع طے نہیں ہوتا حتیٰ کہ مذبوح بھی بسا اوقات متعین نہیں ہوتے۔ اس کے برعکس مشینی ذبیحہ میں نہ صرف ذبیحہ کی تعیین یقینی ہوتی ہے بلکہ فعلِ ذبح کا وقت بھی طے ہوتا ہے یا طے کیا جا سکتا ہے جیسا کہ علامتی ہینڈل کی مثال میں یہ بات موجود ہے، اب اگر 'ذبحِ اختیاری' کی صورت یعنی تعیینِ ذبیحہ اور تعیینِ وقتِ ذبح کا اعتبار کیا جائے جس میں عین حالتِ ذبح میں تسمیہ پڑھنا ہوتا ہے۔ تو مشینی ذبیحہ میں عین ذبح کے وقت بھی تسمیہ پڑھنا کافی ہونا چاہیے اور حقیقت یہ ہے کہ چونکہ انسانی ذبیحہ میں آلہ کو حرکت دینے اور فعلِ ذبح کے انجام پانے میں کوئی زمانی فاصلہ نہیں ہوتا۔ اس لیے وہاں عین وقتِ ذبح میں ہی تسمیہ پڑھنا ضروری اور مطلوب ہے۔ لیکن مشینی ذبیحہ میں ذابح کا عمل بٹن دبانے پر ہی ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد عین ذبح کے وقت وہ محض مشاہد معطل بن کر کھڑا رہتا ہے، لہٰذا مشینی ذبیحہ کا یہ مرحلہ محلِ تسمیہ نہیں ہونا چاہیے۔ البتہ ذابح کے عملِ ذبح سے قطع نظر اگر محض ذبیحہ پر بوقت ذبح تسمیہ پڑھنا حکمِ تسمیہ کی اصل ہو تو بلا شبہ یہ موقع بھی تسمیہ پڑھنے کا محل ہونا چاہیے۔ لیکن معلوم ہے کہ حکم اصلاً صرف ذبیحہ پر پڑھنے کا نہیں ہے بلکہ ذابح کا بوقت ذبح، پڑھنا شرط ہے اور مشینی ذبح میں ذابح اپنے آغاز سے ہی ذابح ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اصلاً بٹن دباتے وقت ہی تسمیہ پڑھنا ضروری قرار دیا جائے اور عین بوقتِ ذبح بھی تسمیہ کا اعادہ ضروری ہو۔ دراصل ہم یہ متعین کریں کہ ذبحِ اضطراری میں خاص ذبیحہ پر تسمیہ کے بجائے ارسال آلہ و جوارح کے وقت تسمیہ

کی رخصت کی حقیقی علت کیا ہے۔ ذابح کا ارسال ہی کی بنا پر ذابح قرار پانا یا ذبیحہ اور وقتِ ذبیحہ اور وقتِ ذبیحہ کی عدم تعیین۔ دوسری جانب یہ طے ہو کہ ذبحِ اختیاری میں ذبیحہ پر بوقت ذبح ذابح کا تسمیہ پڑھنا اس وقت اس کے اصلاً ذابح ہونے کی بنا پر ہے یا ذبیحہ کی تعیین کی بنا پر۔ واقعہ یہ ہے کہ دونوں علتوں میں سے کسی ایک کو حقیقی علت اور دوسرے کو ضمنی علت قرار دینا آسان نہیں ہے۔ عام فقہاء کا رجحان عدم تعیین ذبیحہ ہی کو اصل علت قرار دینے کی طرف ہے۔ پس اگر ارسال آلہ کے وقت تسمیہ کی اجازت کی یہی علت تسلیم کر لی جائے تو مشینی ذبیحہ میں بٹن دباتے وقت تسمیہ کے بجائے ذبیحہ پر عین فعلِ ذبح کے وقت تسمیہ زیادہ مناسب ہے۔ اس تذبذب میں میری تجویز یہ ہے کہ احتیاطاً دونوں علتوں کے تقاضوں پر عمل کیا جائے اور مشینی ذبح کے دونوں مراحل میں تسمیہ ادا کیا جائے۔

تسمیہ کے بارے میں دو مزید باتیں

مشینی ذبیحہ کے سیاق میں تسمیہ کے بارے میں دو مزید باتیں غور طلب ہیں (سوالنامہ محور سوم کے سوال ۵ اور ۱۶ اسی سے متعلق ہیں)

اولاً، مشینی ذبیحہ میں بٹن دباتے والا ذابح ہے تو جانوروں کو چھری کے سامنے لانے والے کی حیثیت کیا ہے؟ معین کی یا شریک کی کہ اس پر تسمیہ واجب ہو؟

جس طرح معمول کے انسانی ذبیحہ میں جانوروں کو ذابح کی چھری کے سامنے لانے والا معین متصور ہوتا ہے نہ کہ شریک فی الذبح، اسی طرح مشینی ذبیحہ میں بھی اس کی حیثیت معین ہی کی ہونی چاہیے۔ مگر چونکہ یہاں بوقتِ ذبح اصل ذابح عامل و فاعل نہیں ہوتا بلکہ ظاہراً جانوروں کو مشینی چھری کے سامنے لانے والا ہی ذابح نظر آتا ہے اور جانور کے ذبح ہونے میں وہی موثر اور دخیل ہوتا ہے اس لیے اسے ذابح کا حکماً قائم مقام یا شریک فی الذبح ماننا چاہیے۔ ایسی صورت میں اس کی طرف سے ذبیحہ پر بوقت ذبح تسمیہ پڑھنا ضروری قرار پائے گا، شرکت اور نیابت دونوں پہلوؤں سے اور اس کا مسلم یا کتابی ہونا بھی ضروری ہوگا۔ اگر یہ شریک فی الذبح متعدد ہوں تو ان سب کو تسمیہ پڑھنا چاہیے۔

ثانیاً، مشینی ذبیحہ کے عمل کی نوعیت یہ ہے کہ ایک بار بٹن دبانے کے بعد مشینی چھری مستقل عملِ ذبح انجام دیتی رہتی ہے اور متعدد جانور باری باری چھری سے ذبح ہوتے رہتے ہیں۔ اب

سوال یہ ہے کہ مشین کے ایک ہی لگاتار عمل کا خیال کر کے ایک ہی بار کا تسمیہ کافی ہوگا یا مذبوح کے تعدد کا خیال کر کے ہر بار الگ تسمیہ پڑھی جائے؟

تسمیہ کے نقطۂ نظر سے باعتبار تعددِ عمل اور تعددِ مذبوح 'ذبح اختیاری' میں ذبح کی تین صورتیں بنتی ہیں:

(الف) بیک عمل۔ ایک مذبوح: اس صورت میں بس ایک ہی تسمیہ واجب ہے۔

(ب) بیک عمل۔ متعدد مذبوح: اس صورت میں بھی ایک ہی تسمیہ کافی ہے۔

(ج) بچند عمل۔ متعدد مذبوح: اس شکل میں پہلا تسمیہ صرف پہلے عمل کے لیے ہوگا، دوسرے عمل کے لیے نیا تسمیہ واجب ہوگا، ورنہ ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ 'ذبح اضطراری' میں بھی تین درج ذیل صورتیں بنتی ہیں:

(الف) بیک ارسال۔ بیک حرکت آلہ۔ ایک مذبوح: اس میں صرف ایک بار تسمیہ واجب ہے۔

(ب) بیک ارسال۔ بیک حرکت آلہ۔ متعدد مذبوح: ایک تسمیہ کافی ہے۔

(ج) بیک ارسال۔ بچند حرکت آلہ۔ متعدد مذبوح: ایک تسمیہ کافی ہے۔

ذبح اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کی تیسری صورت میں باہم فرق کی وجہ یہ ہے کہ اختیاری میں خود ذابح کی طرف سے 'عمل متعدد' کا صدور ہو رہا ہے، اس لیے تسمیہ بھی متعدد چاہیے۔ مگر اضطراری میں ذابح کی طرف سے عملِ واحد ہی ہے اس لیے اس پر تسمیہ بھی ایک ہی بار واجب ہے۔ حرکتِ آلہ کے تعدد کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔

مشینی ذبیحہ میں بھی ذبح کی تین نوعیتیں ہو سکتی ہیں:

(الف) ایک بار بٹن دبا کر۔ چھری کی ایک جنبش سے۔ ایک مذبوح:

(ب) ایک بار بٹن دبا کر۔ چھری کی ایک جنبش سے۔ متعدد مذبوح:

(ج) ایک بار بٹن دبا کر۔ چھری کی متعدد جنبش سے۔ متعدد مذبوح:

چونکہ مذکورہ بالا تینوں صورتوں میں بٹن دبانا ذابح کا ایک ہی عمل ہے اس لیے اصولاً ان سب صورتوں میں ایک ہی بار تسمیہ لازم ہونا چاہیے اور چھری کے تعددِ حرکت کا کوئی اعتبار نہیں ہونا چاہیے۔ مگر جیسا کہ معلوم ہے مشینی ذبیحہ کی نوعیت حقیقتاً 'ذبح اختیاری'، اور ذبحِ مقدور علیہ کی ہے اور اوپر کی بحث میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ عین بوقت ذبح بھی تسمیہ پڑھنا "ذبیحہ پر بوقتِ ذبح" کی قید کا تقاضا ہے، اور جب یہ تقاضا بیک جنبشِ آلہ کی دونوں شکلوں میں ملحوظ رکھا جانا چاہیے تو تعددِ جنبشِ آلہ

کی تیسری صورت میں بدرجۂ اولیٰ ملحوظ رہے گی۔ پھر چونکہ مشینی ذبیحہ میں ذبیحہ اور وقتِ ذبح کی تعیین کی بنا پر ذبیحہ پر بوقت ذبح، تسمیہ کہنے کی انسان کو پوری قدرت حاصل ہے اس لیے بھی اس کا تقاضا ہے کہ تسمیہ کو وقتِ ذبح سے مقدم کرنے اور ذبیحہ سے اسے جدا کرکے محض آلہ پر بوقت ارسال کہنے کی رخصت ذابح کو نہ دی جائے۔ جہاں تک وقتِ ذبح کی صحیح تشخیص کا تعلق ہے تو اس کے لیے بطور مثال کمپیوٹر کی مدد لی جاسکتی ہے جو مخصوص آواز یا مخصوص تحریر یا مخصوص نوری سگنل کے ذریعہ ذبح کے ٹھیک وقت سے انسان کو آگاہ کردے۔ اس سلسلہ میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ مشینی ذبیحہ کے مسلسل عملِ ذبح میں (مثلاً ایک بار بٹن دبانے کے بعد صبح سے شام تک مشین چلانے میں) اگر صرف ایک بار تسمیہ کافی ہو تو اس کی ظاہری صورت یہی بنے گی اور دیکھنے والا یہی دیکھے گا کہ سیکڑوں جانور مشین سے بس کاٹے جارہے ہیں اور اسلامی تذکیہ کے معنوی اور امتیازی پہلو یعنی ذبیحہ پر ذکراللہ کا کوئی مظاہرہ ہی نہیں ہوسکے گا اور اس طرح تسمیہ جیسی بنیادی شرط جو کہ اسلامی تذکیہ کی عین حقیقت اور اس کی روح میں شامل ہے، عملاً نظرانداز ہوکر رہ جائے گی۔

مبحث چہارم و پنجم کے سوالات کے مختصر جوابات

اس تفصیلی بحث کے بعد تمام سوالوں کا جواب بآسانی فراہم ہوجاتا ہے، محور چہارم کے تینوں سوالوں میں یہ بات پوچھی گئی ہے کہ تسمیہ کب پڑھی جائے؟ جواب یہ ہے کہ بٹن دباتے وقت بھی تسمیہ پڑھے اور عین بوقت ذبح بھی پڑھے۔

مبحث پنجم کا پہلا سوال الیکٹرک شاک کے ذریعہ جانور کو نیم بے ہوش کرنے سے متعلق ہے جو ایذا کی کمی کے مقصد سے ہوتی ہے۔

اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں: ایک ایذا کی کمی جو شرعاً مستحب ہے اور اس پہلو سے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ مگر دوسرا پہلو یہ ہے کہ ممکن ہے بجلی کے جھٹکے سے حواس معطل کرنے کے نتیجہ میں ذبیحہ کا خون پوری توانائی اور آزادی کے ساتھ نہ نکلے جو مقصودِ شارع کے خلاف ہے۔ اگر یہ تحقیقی طور پر ثابت ہوجائے کہ بے ہوشی سے پہلے اور بے ہوشی کے بعد کسی بھی جانور کے ذبح کے بعد خون نکلنے میں کوئی فرق نہیں آتا تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔ مگر ذرا بھی فرق موجود ہونے کی صورت میں اس کا جواز بھی ممکن نہ ہوگا کجا کہ اس کا استحسان واستحباب۔ اضطرار میں لحم خنزیر بھی جائز ہے مگر اختیار میں ایک ماکول اللحم جانور کے ذبیحہ کا ایک قطرۂ خون بھی حرام۔

دوسرے سوال میں حلق کی نلی کو لمبائی میں چیرنے کا مسئلہ دریافت کیا گیا ہے:

اس سوال میں تین شاخیں ہیں: (۱) ذبح بطریق مشروع کی جگہ حلق کو لمبائی میں چیرنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر جائز نہیں ہے تو کیا اس کے بعد چھری چلا کر حلق کاٹا جائے؟

(۳) اگر جائز نہیں ہے تو چھری پھیرنے سے پہلے حلق کی نلی کا لمبائی میں کاٹنا مناسب ہے یا نہیں؟

'مشینی ذبیحہ' تحقیق کی رو سے ذبح اختیاری ہے اور اس میں ذبح اور نحر حسب نوع حیوان ضروری ہے۔ اگر نلی چیرنے کی شکل نحر کے ہم معنی ہے جو ذبح کے جانوروں میں عمل میں لایا جا رہا ہے تو یہ استحباب کے خلاف ہے اور اگر نلی کا چیرنا نحر کے ہم معنی نہیں ہے جو ذبح کے جانوروں میں عمل میں لایا جا رہا ہے تو یہ استحباب کے خلاف ہے اور اگر نلی کا چیرنا نحر کے ہم معنی نہیں ہے بلکہ اصلاً چھری پھیر کر ذبح ہی کرنا ہے تو کسی حال میں ذبح سے قبل نلی چیرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نلی چیرنا ایذاء رسانی تو ہے ہی، جانور کو قبل از ذبح موت سے دوچار بھی کرنا ہے۔ لیکن اگر یہ نحر کے ہم معنی ہی ہے مگر استحباباً بعد میں چھری چلا کر حلق کاٹا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اگرچہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

تیسرے سوال میں مشینی چھری کے بٹن کو مثل کمان اور تیر قرار دے کر مشینی ذبیحہ کا حل دریافت کیا گیا ہے۔

اس کا جواب تفصیل سے آ چکا ہے اور یہ مثال یقیناً درست ہے مگر نقطۂ مماثلت یہ نہیں ہے کہ کمان ذابح کے ہاتھ میں رہ جاتی ہے یا نہیں، بنیاد یہ ہے کہ بٹن کو دبا کر مشینی چھری چلانے والا ارسال آلہ (تیر) کرنے والے کے مشابہ ہے یا نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ مشابہت ہے۔

چوتھے سوال میں ایک ایسے ذبیحہ کا حکم زیر سوال ہے جس کی گردن خطأً کٹ کر الگ ہو گئی ہو۔

جواب یہ ہے کہ اس طرح کی مشینی غلطی شاذ و نادر یعنی ۲ فی صد تک ہو تو اس کا کھانا حلال ہے۔ قصداً اور لاپرواہی سے ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔ دراصل کسی چیز کی رخصت اور بات ہے مگر اسے معمول بنا لینا بالکل دوسری بات ہے۔

مشینی ذبیحہ سے ملتی جلتی مزید شکلیں

مروجہ مشینی ذبیحہ سے ملتی جلتی اور شکلیں بھی سامنے آ سکتی ہیں: مثلاً

(۱) ایسا خودکار (Automatic) چاقو ہو جس کو ہاتھ میں لے کر بٹن دباتے ہی وہ حسب منشاء ذبیحہ کی گردن پر خود بخود چلنے لگے۔ غالباً اس کے جواز میں کوئی اشکال اس کے سوا نہ ہو کہ ذابح کی قوت کے بجائے مشین کی قوت صرف ہوئی۔ اس کی مثال ایسی ہی ہوئی جیسے کسی کمزور آدمی کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کوئی دوسرا شریک (فی الذبح) ذبح کرے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں ذابح وہی کمزور شخص ہے جو اصلاً ذبح کرنے والا ہو نیز ارسالِ جوارح کی شکل میں بھی ذابح کی کوئی قوت صرف نہیں ہوتی۔

(۲) ذبح کے لیے کوئی ایسی مشین ہو جو ریموٹ کنٹرول سے چلے، یہ صورت بھی بٹن والی مشین کے مشابہ ہے۔ بس فرق یہ ہے کہ ذابح کا فاصلہ آلۂ ذبح اور ذبیحہ سے نہ صرف کچھ مزید بڑھ جاتا ہے بلکہ ذبیحہ سے ذابح کا ربط درمیان میں مرئی سے غیر مرئی بھی ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ارسالِ جوارح معلمہ کی ہو سکتی ہے جس میں آلۂ ذبح یعنی جوارح سے ذابح کا کوئی مادی ربط نہیں ہوتا۔

(۳) ایسی مشین ہو جو بجائے کسی جسمانی عمل کے محض لفظی ہدایت (Word instruction) پر چلے یا روبوٹ (Robot) کے ذریعہ ذبح کرایا جائے، اس کی مثال بھی جوارح معلمہ کی ہے۔

(۴) ایسی مشین ہو جس سے متعدد چھریاں منسلک ہوں اور سب الگ الگ عملِ ذبح انجام دیں۔۔ اس کے جواز میں بھی کوئی اشکال نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے کئی تیروں والی کمان ہو جو بیک عملِ ذابح چلے، یا جیسے متعدد سدھائے ہوئے شکاری درندوں کے ذریعہ بیک ارسال شکار۔

(۵) کوئی ایسی مشین ہو جس میں مرکزی بٹن (Main switch) اور چھری کے درمیان ریگولیٹر یا کنٹرولر قسم کی کوئی چیز ہو جس سے چھری کو کنٹرول کرنے، اسے روکنے اور چلانے یا اس کی حرکت کو ایڈجسٹ کرنے کا کام لیا جاتا ہو۔ تو اس میں ضروری ہوگا کہ بٹن پر تسمیہ کے وقت ریگولیٹر سے کام لینے والا بھی اس کے استعمال کے وقت تسمیہ پڑھے۔ خواہ ذابح کے قائم مقام کی حیثیت میں یا شریک کے طور پر۔

مشینی عمل کے چند خصوصی مسائل

(الف) مذکورہ بالا تمام صورتوں میں بجلی فیل ہونے یا مشین کی قوت محرکہ کے منقطع ہونے سے مشین رک سکتی ہے یا بطورِ خود مشین میں کوئی نقص (Defect) پیدا ہو سکتا ہے۔ لہٰذا مشین کی مرمت یا اس کی قوتِ محرکہ کی بحالی کے بعد مشین کے دوبارہ چلنے پر بھی تسمیہ پڑھنا چاہیے

کیونکہ آلہ کے رکنے سے عمل بھی منقطع ہو چکا ہے ایک طرح کی تبدیلیٔ مجلس بھی ہو گئی۔

(ب) مشینی ذبیحہ میں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص بغیر کسی ارادۂ ذبح اور تسمیہ کے یونہی مشین کو اسٹارٹ کر کے چھوڑ دے، اب کوئی مشین چلتی دیکھ کر اپنا جانور چلتی مشین سے ذبح کرانا چاہے تو ذابح کون ہے اور تسمیہ کب اور کس پر فرض ہے؟ یا فرض کریں کہ کوئی تسمیہ کے ساتھ مشین چلا کر اپنا جانور ذبح کر لے اور مشین کو یونہی چلتی چھوڑ دے۔ اس کے بعد کوئی شخص چلتی مشین سے اپنا جانور ذبح کرانا چاہے تو کیا پہلا تسمیہ کافی ہوگا یا دوسرے شخص کو بھی تسمیہ پڑھنا ضروری ہوگا۔ مذکورہ دونوں صورتوں میں بعد کے شخص پر تسمیہ ضروری ہوگا کیونکہ اولاً تو وہی ذابح کا نائب ہے، دوسرے ذبیحہ کا مسمّٰی علیہ ہونا ضروری ہے۔

علماء کویت کے فتویٰ پر ایک نظر

علماء کویت کے ۱۵ نکاتی فتویٰ نامہ میں دو باتیں محلِ نظر ہیں:

اول، فتویٰ نامہ کی شق ۹ میں درج ہے کہ "ہاتھ سے ذبح کرنا ضروری ہے، مشینی چھری کا استعمال کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔" نیز فتویٰ نامہ کی تمہیدی گفتگو سے مشینی ذبیحہ کے مطلقاً ناجائز ہونے کا تاثر ملتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس سے اتفاق ممکن نہیں۔ اس پہلو پر مقالہ میں گفتگو ہو چکی ہے۔ لیکن اگر بعض ممالک میں مروج مشینی ذبیحہ کی ناقص کارکردگی دیکھ کر کہ اس میں شرائط ذبح کی تکمیل نہیں ہو پاتی، بلکہ بسا اوقات حلال ذبائح کے ساتھ شرعاً مردار ذبائح بھی خلط ملط ہو جاتے ہیں، ان کی یہ رائے بنی ہو تو یہ درست ہے اور اس سے کامل اتفاق ہے۔

دوم، فتویٰ نامہ کی شق ۵ میں درج ہے کہ "..... دن بھر کے ذبح کے کام میں صرف شروع کرتے وقت ایک مرتبہ بسم اللہ پڑھ لینا کافی ہوگا، بشرطیکہ ذبح کرنے والا ایک ہی چھری استعمال کرتا رہے، اور درمیان میں کسی دوسرے کام میں مشغول نہ ہو، ورنہ اس وقت دوبارہ بسم اللہ پڑھنا ہوگا۔"

مندرجہ بالا شق میں دن بھر کے مسلسل عملِ ذبح بیک تسمیہ کے لیے دو شرطیں مذکور ہیں:
ایک یہ کہ ایک ہی آلۂ مسمّٰی علیہ کا استعمال ہو اور کسی دوسرے کام میں مشغولیت یعنی تبدیلیٔ مجلس نہ ہو۔ گویا اصحابِ فتویٰ کے نزدیک 'ذبح اختیاری' میں 'آلہ بر وقت عمل' تسمیہ واجب ہوتا ہے، چنانچہ جب تک ذابح آلۂ مسمّٰی علیہ کو بغیر تبدیلی مجلس استعمال کرتا رہے، ذبح درست ہوگا کیونکہ آلہ بھی مسمیٰ علیہ ہے اور عمل بھی مسلسل جاری ہے۔ البتہ ان کے نزدیک آلہ کی تبدیلی کی صورت میں

نئے آلہ کے لیے نیا تسمیہ پڑھنا ضروری ہوگا نیز اس لیے بھی تسمیہ ضروری ہوگا کہ تبدیلی مجلس سے 'یک علمی' میں خلل واقع ہوگیا۔

لیکن یہ رائے ہماری نظر میں درست نہیں ہے کیونکہ 'ذبح اختیاری' میں تسمیہ آلہ پر نہیں بلکہ مذبوح پر واجب ہے، لہٰذا تبدیلی آلہ سے کوئی اثر نہیں پڑتا۔ مثلاً کوئی شخص چھری لے کر کسی جانور کو ذبح کرنے کے لیے پچھاڑے اور تسمیہ پڑھ لے، اس کے بعد چھری بدل دے اور دوسری چھری سے ذبح کرے تو یہ ذبیحہ جائز ہوگا لیکن تسمیہ کے بعد پچھاڑے ہوئے جانور کو بدل دے تو نا جائز ہوگا۔ دراصل 'آلہ پر تسمیہ' 'ذبح اضطراری' کا وصف ہے، اس لیے وہیں آلہ کی تبدیلی کا اعتبار واثر ہوگا نہ کہ 'ذبح اختیاری' میں۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی نئی پیشکش

عہد نبوی کا نظام حکومت

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی

سیرتِ نبوی اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اب تک چھوٹی بڑی بے شمار کتابیں لکھی جاچکی ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ لیکن اس کتاب میں اس لحاظ سے جدت اور ندرت پائی جاتی ہے کہ وہ ایسے موضوعات پر مشتمل ہے جن سے کتب سیرت میں بہت کم تعرض کیا گیا ہے۔ ابتدا میں عہد رسالت میں ریاست کے تدریجی ارتقا پر مختصر روشنی ڈالی گئی ہے پھر اس کے دور مبارک میں شہری نظم ونسق اور فوجی، مالی اور مذہبی نظاموں سے مفصل بحث کی ہے۔

اسلامی تاریخ اور سیرت نبوی پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی کا خاص موضوع ہے۔ ان کا نام اعلیٰ تحقیقی معیار کی ضمانت ہے۔

کتاب پر مولانا سید جلال الدین عمری سکریٹری ادارہ اور نائب امیر جماعت اسلامی ہند کا مختصر اور مفید مقدمہ بھی ہے۔

آفسٹ کی خوبصورت طباعت، عمدہ کاغذ، صفحات ۱۳۶ قیمت ۳۰/- زیادہ منگوانے پر خصوصی رعایت

مکتبہ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور علی گڑھ